

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَبِہِ نَسْتَعِیْنُ

اداریہ

ماہنامہ فقہ اسلامی کے ایک معزز قاری مولانا محمد شریف صاحب نے شفعہ سے متعلق استفسار کیا ہے کہ شفعہ کیا ہے؟ اور یہ کہ کیا پڑوسی کے لئے شفعہ کا حق قرآن و سنت سے ثابت ہے؟ چنانچہ اس شمارے کا ادارہ یہ اسی فقہی معاملہ کی نذر ہے۔۔۔۔۔

سب سے پہلے تو ہم شفعہ کی تعریف بیان کرتے ہیں کہ شفعہ ہے کیا؟

پڑوسی کی زمین مکان، دکان یا ایسی ہی کوئی Immovable property پڑوس والے کو خریدنے کا حق، حق شفعہ کہلاتا ہے، گویا شفعہ شریعت کا عطا کردہ ایک حق خریداری ہے جو شریک یا پڑوسی کو حاصل ہے۔۔۔۔۔

شفعہ کے بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: من كان له شريك في ربة او نخل فليس له ان يبيع حتى يؤذن شريكه فان رضى اخذ وان كره ترك..... (صحیح مسلم)

یعنی جس شخص کی زمین یا باغ میں کوئی شریک ہو تو اسے اس زمین یا باغ کا کسی دوسرے کے ہاتھ شریک کی اجازت کے بغیر فروخت کرنا جائز نہیں..... اگر وہ راضی ہو تو وہ لے لے ورنہ چھوڑ دے.....

ایک دوسری حدیث اسی مفہوم کی یہ ہے: عن سمرۃ عن النبی ﷺ جارا لدار احق بدار الحار او الارض..... (سنن ابو داؤد)

یعنی حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گھر کا پڑوسی، اپنے پڑوسی کے گھر یا زمین (کو خریدنے) کا زیادہ حق دار ہے۔۔۔۔۔

کتب فقہ کی روشنی میں شفعہ کی مزید تفصیل یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنا مکان، دکان یا زمین فروخت کر دی اور اپنے شریک یا پڑوسی کو اس کی پیش کش نہ کی تو شریک یا پڑوسی کو یہ حق حاصل ہے کہ اس مکان، دکان یا زمین کی خریداری کے لئے جبکہ وہ ابھی مالک ہی کے قبضہ میں ہے، وہ قاضی کے ہاں شفعہ کا دعویٰ دائر کرے۔۔۔۔۔ شفعہ کا دعویٰ کرنے والے کو فقہ کی اصطلاح میں

مستحق ہے۔ ہاں یہ شرط ہے کہ اگر میں نے تجھے یا تیرے پاس کو چھو لیا تو ہمارے درمیان بیخ بدون

اگر مالک از خود اس میں کوئی کمی کرے یا قیمت کا کچھ حصہ معاف کر دے تو اسے اختیار ہے.....

شفعہ کے بارے میں سنن ترمذی، سنن نسائی اور سنن ابوداؤد میں ایک حدیث شریف اس طرح مذکور ہے: عن جابر رضی اللہ عنہ قال، قال رسول اللہ ﷺ الحار احق بشفعة جاره ينتظر بها وان كان غائبا اذا كان طريقهما واحدا.....

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پڑوسی شفعہ کا زیادہ حق دار ہے اگر وہ بیع کے وقت موجود نہ تو اس کے آنے کا انتظار کیا جائے گا جب کہ دونوں کا راستہ ایک ہو.....

شفعہ اس پڑوسی کا حق ہے جو ملاصق ہو، یعنی اس کی زمین اس کی زمین کے ساتھ ملتی ہو، یا اس کا مکان اس کے مکان کے ساتھ ملا ہو، یا دکان دکان کے ساتھ لگی ہوئی ہو..... رد المحتار میں ہے، الملاصق من جانب واحد ولو بشير كالملاصق من ثلاثة جوانب فهما سواء..... یعنی اگر ایک طرف سے بھی اتصال ہو اگرچہ بالشت بھرتب بھی حق شفعہ ثابت ہو جائے گا کیونکہ ایک طرف کا اتصال بھی ایسے ہی ہے جیسے تین اطراف کا اتصال.....

حق شفعہ دینے کی ایک حکمت یہ ہے کہ پڑوس کا مکان زمین یا دکان کوئی ایسا شخص نہ خرید لے جو بعد میں ضرر کا باعث ہو یا شری پسند ہونے کے سبب اس کے شر سے خطرہ ہو..... لہذا اگر زید کو معلوم ہوا کہ برابر کا مکان احمد نے خریدا ہے اور زید احمد سے مطمئن ہے اور اس نے حق شفعہ کا دعویٰ نہیں کیا اور کچھ وقت کے بعد معلوم ہوا کہ احمد نے نہیں بلکہ عمران نے خریدا ہے اور عمران تو ایک شری پسند آدمی ہے، تو اس صورت میں حق شفعہ ساقط نہ ہوگا بلکہ صورت حال کا صحیح علم ہونے پر شفعہ کا دعویٰ دائر کرنے کا اختیار رہے گا اور دعویٰ مسوع ہوگا..... شفعہ کا مقدمہ عدالت میں دائر کیا اور حق ثابت ہو گیا تو شفیع کے ذمہ ثمن (قیمت) کی ادائیگی لازمی ہوگی.....

شریعت مطہرہ نے پڑوسی کو بہت سے حقوق عطا کئے ہیں یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ما زال جبریل یوصیني بالحار حتى ظننت انه سيورثه..... جبریل مجھے پڑوسی کے بارے میں اللہ کے احکام لا لاکر پہنچاتے رہے یہاں تک کہ میں نے یہ گمان کیا کہ اب یہ حکم آئے گا کہ وہ تمہارا وارث ہے..... یعنی تمہارے ترکہ (میراث) میں بھی شریک ہے..... پڑوسی کے حقوق میں سے ایک اہم حق، حق شفعہ ہے جس کی بعض تفصیلات ہم نے پیش کر دیں، مزید تفصیلات کے لئے کتب فقہ و فتاویٰ سے رجوع کیا جائے.....